ڈاکٹر جان نثار معین (حیدر آباد)

# اردو زبان کا آغاز وارتقاء

اردو زبان کا آغاز عادل شاہی عہد میں کرناٹک بیدر کے شاعر فخر دین نظامی نے مثنوی ' کدم راؤپدم راؤ' سے کی تھی۔اس کو فروغ کلکتہ ہو ملا۔اسی جگہ فورٹ ولیم کالج کا قیام عمل میں آیا۔تا کہ ہندوستانی اور عربی وفارسی زبانوں کے علم وادب کو آسان فہم' اردو' میں منتقل کرنا تھا۔اس طرح سب سے پہلے اسی کالج سے تراجم ہوئے۔جب کہ شمالی ہند میں اس سے قبل اردو کی نثری تصانیف میں "کربل کتھا" (فضلِ علی فضلی)، "قصہ مہرافروز ودلبر" (عیسوی خاں بہادر)، "نوطرزِ مرصع" (میر محمد حسین عطا خاں تحسین)، "عجائب القصص" (شاہ عالم ثانی)، "قصہ ملک محمد وگیتی افروز (مہر چند کھتری)، اور سلکِ گہر" (انشاء اللہ خاں انشاء) موجود تھیں۔ایسی کتب کو ڈاکٹر جان گلکرسٹ نے اردو میں تراجم کروا کر اردو زبان وادب کو فروغ دیا۔یہ سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔اس مضمون میں یہ جاننے کی کوشش کی گئی ہے کہ اردو کے فروغ میں بنگال کا حصہ کس طرح اہم ہے۔مقالہ کا طریقہ کار بیانیہ اور تاریخی ہے۔اس کے بنیاد ماخذات میں فورٹ ولیم کا کے تراجم کے علاوہ کلکتہ کے ادباء شعراء کی تخلیقات ہیں۔ثانوی ماخذات میں تنقیدی مضامین، کتب اور خطوط ہیں۔ابتدائی حصہ میں اردو زبان کے آغاز وارتقا پر مختصر بحث کی گئی ہے۔دوسرے حصہ میں فورٹ ولیم کالج اور کلکتہ شہر کا مختصر تعارف بیان کیا گیا ہے۔تیسرے حصہ میں بنگال کے ادیبوں کی تحریروں کا ناقدانہ جائزہ لیا گیا ہے۔تا کہ اردو زبان وادب کے آغاز وارتقاء کی صحیح جانکار ہو سکے۔

اردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغ ہندوستاں میں دھوم ہماری زبان کی ہے

اردو زبان کا کوئی مخصوص علاقہ نہیں ہے۔دہلی، لکھنو بھوپال، رام پور، حیدر آباد وغیرہ کچھ ایسے شہر ہیں جن کی چہار دیواری میں اردو پابند ہے۔انہیں شہروں سے پانچ سے سات میل کے فاصلہ پر اندازہ لگایا جائے تو اردو لاپتہ ہو جاتی ہے۔اردو کا رسم خط فارسی ہے۔وہ اردو جس کی رسم خط فارسی نہیں ہے بہت بڑے اور وسیع تر علاقہ کی زبان ہے۔اردو کچھ میلوں کے فاصلہ پر وہ لاپتہ نہیں ہوتی بلکہ اپنے صحیح رنگ اور لہجہ میں موجود ملتی ہے۔تو سوال یہ ہے کہ ہم کس اردو کی حمایت کرنا چاہتے ہیں؟ ایک جیبی اردو ہے۔دوسری عام فہم اردو ہے۔جیبی اردو ہر پانچ میل پر کھو جاتی ہے۔عام فہم اردو میلوں اور صدیوں کے فاصلوں میں پھیلی ہوئی ہے۔

صدیو کے فاصلوں میں جو اردو پھیلی ہوئی ہے۔ اسی سے کھڑی بولی ہندی کا آغاز ہوا ہے۔ اردو کی تحریک چلانے والے بھی اس غلطی کو دہرا رہے ہیں۔ پریم چند اور ان کے بعد کے ہندی ادب کے اس دور کے کام کو قطعی نیست و نابود کر دینا چاہتے ہیں۔ جو عام فہم اردو تھی وہی دیوناگری لپی میں ہے۔ اس اردو کو ہی ہندی بھی کہا جاتا ہے۔

سرزمینِ بنگال ابتدا سے ہی علم و ادب کا گہوارہ رہا ہے۔ یہاں ادباء شعراء اور مذہبی مفکرین دیگر مقامات کے برعکس زیادہ فکرمند تھے۔ اردو زبان کے فقرے کی ساخت لاطینی جیسی قدیم زبانوں کی طرح اردو صرف و نحو میں فقرے کی ساخت فاعل۔ مفعول۔ فعل انداز میں ہوتی ہے۔ مثلاً فقرہ "ہم نے شیر دیکھا" میں "ہم "= فاعل، "شیر "= مفعول، اور "دیکھا" = فعل ہے۔ کئی دوسری زبانوں میں فقرے کی ساخت فاعل۔ فعل۔ مفعول انداز میں ہوتی ہے۔ مثلاً انگریزی میں کہیں گے "وی سا آ لائن"۔ اردو کی بولیاں جن کو شناخت کیا گیا ہے۔ جسے دکنی یا دکھنی اور دیسیا مرگان کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ زبان دکن ہندوستان میں بولی جاتی ہے۔ مہاراشٹر میں جائیں تو مراٹھی اور کونکنی زبانوں کا اثر ملے گا، آندھرا پردیش اور تلنگانہ میں تو تیلگو کا اثرات ہیں۔ ریختہ، کھری بولی، پاکستان میں اردو پر پشتو، پنجابی، بلوچی، سندھی زبانوں کے اثرت پائے جاتے ہیں۔ لیکن بنیادی طور پر پاکستانی اردو پر فارسی اور عربی کا زیادہ اثر پایا جاتا ہے۔

اردو کی ابتدا مسلم فاتحین کی ہند میں آمد اور مقامی عوام سے میل جول سے یہاں پر ان کی زبان کے اثرات مرتب ہوے۔ جس سے ایک نئی زبان معرض وجود میں آئی وہی بعد میں اردو کہلائی۔ ماہر لسانیات اردو کیا آغاز کو قدیم آریائی سے جوڑنے کی کوشش کی ہے۔ بہرطور اردو کے آغاز سے متعلق کوئی حتمی رائے قائم کرنا مشکل ہے۔ اردو کے محققین اس بات پر متفق ہیں کہ اس کی ابتداء مسلمانوں کی آمد کے بعد ہوئی۔ لیکن آج بھی مقام ہو یا نوعیت کا تعین اور نتائج کے استخراج میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ نصیر الدین ہاشمی اردو کو دکن کی میراث بتاتے ہیں۔ ان کا استدلال یہ بھی ہے کہ طلوع اسلام سے قبل عرب ہندوستان میں مالابار کے ساحلوں پر تجارت کی غرض سے داخل ہوئے تھے۔ ان کے تعلقات یہاں کی عوام سے راست ہو گئے تھے۔ لیکن معاملات میں زبان کا بہت بڑا مسئلہ تھا۔ اس طرح کے میل میلاپ، اختلاط اور ارتباط کی بنیاد پر نصیر الدین ہاشمی نے یہ نظریہ قائم کیا کہ جو زبان عربوں اور دکن کے مقامی لوگوں کے مابین مشترک وسیلہ اظہار قرار پائی۔ وہی اردو کی ابتدائی صورت ہے۔ لیکن ڈاکٹر غلام حسین اس کی تردید کرتے ہیں۔ جنوبی ہند کی عوام کے ساتھ عربوں کے تعلقات ابتدائی اور تجارتی تھے۔ عربی تجار نے یہاں مستقل قیام نہیں کیا۔ یہ تو بغرض تجارت آتے کچھ سامان خریدتے اور لوٹ جاتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نزدیکی اور قربت ایک دوست یا

رشتہ داری کی طرح پیدا نہ کر سکے۔زبان کی اجنبیت نے عربوں کے یہ تجارتی و مقامی تعلقات لسانی سطح پر بڑے انقلاب کی بنیاد نہ بن سکے۔فکری سطح پر جو زبان کیا ثرات مرتب ہیں اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

عربی زبان سامی النسل سے ہے اور اردو آریائی۔اس لیے اس کی ابتداء کا تعلق دکن راست دکن نہیں ہو سکتا۔دراصل اردو دکن میں شمالی ہند سے خلجی اور تغلق عساکر کے ذریعہ داخل ہوئی۔یہاں کے مسلمان سلاطین کے زیرِ نظر اردو زبان کی تشکیل ہوئی۔لیکن سید سلیمان ندوی کے مطابق مسلمان سندھ سے داخل ہوئے۔اسی عرصے میں عوام سے اختلاط وارتباط سے اردو کی ابتدا ہوئی۔اسی لیے وہ سمجھتے ہیں اردو کا ہیولی اسی وادی سندھ سے ہے۔بقول ڈاکٹر غلام حسین:''اس بارے میں قطعیت سے کچھ نہیں کہا جا سکتا ابتدائی فاتحین عرب تھے جن کے خاندان یہاں آباد ہوگئے۔نویں صدی میں جب ایران میں صفاریوں کا اقتدار ہوا تو ایرانی اثرات سندھ اور ملتان پر ہوئے۔اس عرصہ میں کچھ عربی اور فارسی الفاظ کا انجذاب مقامی زبان میں ضرور ہوا ہوگا اس سے کسی نئی زبان کی ابتداء کا قیاس شاید درست نہ ہوگا۔''

اس دور کے بہت سے مورخین نے عربی، فارسی اور سندھی زبانوں کی روایت کا ذکر تو کیا ہے۔لیکن اس سے یہ بات واضح نہیں ہوتی کہ نئی مخلوط زبان تھی۔البتہ قیاس ہے کہ سندھی اور ملتانی میں عربی اور فارسی کی آمیزش ہوئی۔پنجاب میں اردو سے متعلق محمود شیرانی کی تحقیق ہے۔اردو کی ابتداء سلطان محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری ہندوستان پر بار بار حملے کر رہے تھے۔ان حملوں کے نتیجے میں فارسی داں مسلمانوں کی مستقل حکومت پنجاب رہی۔جو دہلی کی حکومت کے قیام سے تقریباً دو سو سال تک یہ فاتحین یہاں قیام پزیر رہے۔اس عرصے میں زبان کا بنیادی ڈھانچہ نمودار ہوا۔ثبوت میں آج بھی بہت سے شعراء کا کلام موجود ہے۔جس میں پنجابی، فارسی اور مقامی بولیوں کے اثرات نظر آتے ہیں۔بقول ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار:

''سلطان محمود غزنوی کی فتوحات کے ساتھ ساتھ برصغیر کی تاریخ کا ایک نیا دور شروع ہوا۔فتوحات کا یہ سلسلہ 1000ء سے 1026ء تک جاری رہا اور پنجاب و سندھ کے علاوہ قنوج، گجرات (سومنات) متھرا اور کالنجر تک فاتحین کے قدم پہنچے لیکن محمود غزنوی نے ان سب مفتوحہ علاقوں کو اپنی سلطنت میں شامل نہ کیا البتہ 1025ء میں لاہور میں اپنا نائب مقرر کر کے پنجاب کو اپنی قلم رو میں شامل کر لیا۔نئے فاتحین میں ترک اور افغان شامل تھے۔غزنوی عہد میں مسلمان کثیر تعداد میں پنجاب میں آباد ہوئے، علماء اور صوفیا نے یہاں آکر رشد و ہدایت کے مراکز قائم کیے اور تبلیغ دین کا سلسلہ شروع کیا جس کے نتیجے میں مقامی باشندے گروہ در گروہ اسلام قبول کرنے لگے اس سماجی انقلاب کا اثر یہاں کی زبان پر پڑا۔کیوں کہ فاتحین نے پنجاب میں آباد ہو کر یہاں کی زبان کو بول چال کے لیے اختیار کیا۔اس طرح غزنوی دور میں مسلمانوں کی اپنی زبان، عربی، فارسی

اور ترکی کے ساتھ ایک ہندوی زبان کے خط و خال نمایاں ہوئے۔"

مسلمان حکمراں تقریباً پونے دو سو سال تک پنجاب کیسرحدی صوبہ سندھ میں رہے۔ 1193ء میں قطب الدین ایبک کے ساتھ انہوں نے دہلی کوچ کیے۔ اس کے چند ہی سالوں بعد مکمل شمالی ہندوستان پر قابض ہو گئے۔ دہلی کو ہی دارالخلافہ کی حیثیت حاصل ہوگئی۔ ساتھ ہی مسلمانوں کے ساتھ یہ زبان بول چال کا درجہ حاصل کر چکی تھی۔ تاریخی جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے اردو اور پنجابی کی لسانی شہادتوں اور مماثلتوں کے قریبی روابط و تعلقات کی بنیاد پر یہ کہہ سکتے ہیں اردو کا آغاز پنجاب میں ہوا:

"اردو اپنی صرف و نحو میں پنجابی و ملتانی کے بہت قریب ہے۔ دونوں میں اسماء و افعال کے خاتمے میں الف آتا ہے۔ اور دونوں میں جمع کا طریقہ مشترک ہے۔ یہاں تک کہ دونوں میں جمع کے جملوں میں نہ صرف جملوں کے اہم اجزاء بلکہ ان کے توابعات و ملحقات پر بھی ایک باقاعدہ جاری ہے۔ دنوں زبانیں تذکیر و تانیث کے قواعد، افعال مرکبہ و توابع میں متحد ہیں پنجابی اور اردو میں ساٹھ فی صدی سے زیادہ الفاظ مشترک ہیں۔"

محمود شیرانی کی کتاب "پنجاب میں اردو" کی اشاعت کے ساتھ ہی محمد حسین آزاد کے نظریے کی تردید ہوگئی۔ جس میں اردو زبان کے ابتدائی نقوش کو برج بھاشا سے جوڑتے ہیں۔ اس کتاب کا نظریہ خاصہ مقبول رہا۔ لیکن پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی کی کتاب "کیفیہ" میں یہ نظریہ نے مشکوک کر دیا۔ مگر پنڈت اردو کی ابتداء سے متعلق کوئی قطعی اور حتمی ٹھوس نظریہ نہ دے سکے۔ چند ماہر لسانیت اردو کے آغاز پنجاب کو رد کر کے دہلی کو مرکزی حیثیت دیتے ہیں۔ دہلی اور اس کے نواح کی مرکزیت اردو زبان کی نشوونما میں تومانی جا سکتی ہے۔ لیکن آغاز و ارتقاء میں نہیں۔ اس کے نواح کو اردو کا مولد قرار دینے میں ڈاکٹر مسعود حسین اور ڈاکٹر شوکت سبزواری اہم ہیں: "یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اردو کی ابتدائکا مسلمانوں سے یا سرزمین ہند میں ان کے سیاسی اقتدار کے قیام اور استحکام سے کیا تعلق ہے۔ اردو میرٹھ اور دہلی کی زبان ہے اس کے لیے کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اردو اپنے ہار سنگھار کے ساتھ دہلی اور یوپی کے مغربی اضلاع میں بولی جاتی ہے لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں کہ اس زبان کا آغاز انہی اضلاع میں ہوا یا کسی اور مقام میں جہاں سے اسے دہلی اور یوپی کے مغربی اضلاع میں لایا گیا۔"

ان نظریات کے علاوہ میر امن، سرسید اور محمد حسین آزاد نے بھی کچھ نظریات اپنی تصانیف میں پیش کیے ہیں۔ لیکن یہ متفقہ طور پر حقیقت سے دور ہیں۔ اس مختصر تاریخ کے باد ہم زبان اردو کے معنی و مطلب کی وضاحت کرتے ہیں۔ اردو ترکی زبان کا لفظ ہے۔ معنی "لشکر" کے ہیں۔ بقول حافظ محمود خان شیرانی اس لفظ کے ترکی میں مختلف شکلوں میں مستعمل ہے۔ کبھی اسے 'اوردا' اور کبھی 'اوردہ' یا 'اردو'، اس لفظ کے مختلف

المعانی بھی ہیں۔ عام طور پر لشکر، حرم، محل، محل سرا پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ یہ بھی محض اتفاق ہی ہے کہ ہندی کی طرح لفظ ''اردو'' کا استعمال سب سے پہلے ''تزک بابری'' میں شہنشاہ بابر نے کیا، شاہ جہاں بھی پہلے پہل ملکی زبان کے لیے لفظ 'اردو' ہی استعمال کیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے۔ جب اس نے آگرہ کی جگہ دہلی کو اپنا پایہ تخت بنایا، اس ضمن میں میر امن دہلوی نے کہا ''تب بادشاہ نے خوش ہو کر جشن منایا اور شہر کو اپنا دارالخلافہ قرار دیا، تب سے شاہ جہاں آباد مشہور ہوا۔ اور بازار کو ''اردوئے معلیٰ'' کا خطاب دیا گیا۔ جو آگے چل کر اس کو ریختہ بھی کہا گیا۔ ریختہ اردو زبان کی ادبی بولی ہے۔ یہ اردو زبان کے پرانے ناموں میں سے ایک ہے۔ غالب نے ریختہ سے متعلق کہا ہے:

ریختہ کے تم ہی استاد نہیں ہو غالب  کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا

ریختن، فارسی لفظ ہے۔ جس کا مطلب بنانا، ایجاد و اختراع کرنا، موزوں کرنا، نئے سانچے میں ڈھالنا وغیرہ کے ہیں۔ لیکن ادبیات ہندوستان میں اسے بالکل نئے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً ہندی راگوں اور فارسی کے تعلق سے ہندوستانی موسیقی میں جو نئی چیز وجود میں آئی اسے ریختہ کا نام دیا گیا اس طرح مختلف بولیوں اور زبان کے ملاپ پر بطور استعارہ اردو کو بھی ریختہ کہا جانے لگا۔ اس ضمن میں میر تقی میر نے کہا:

ریختہ کا ہے کو تھا رتبہ اعلیٰ پہ میر  جوز میں نکلی اسے تا آسماں لے گیا

مولانا محمد حسین آزاد کے مطابق اردو کو مختلف زبانوں نے پختہ کیا ہے۔ ریختہ کے معنی جھڑا ہوا یا گرا ہوا، گرا پڑا، ڈھیا ہوا، ٹوٹا پھوٹا، شکستہ، گری پڑی یا پریشان چیز کے ہیں۔ "ریختہ بمعنی گرے ہوئے کے ہیں پس جو زبان اپنی اصلیت سے گر جائے اس کو زبانِ ریختہ بولتے ہیں۔ [4] "چوں کہ اس میں الفاظ پریشان جمع ہیں اس لیے ریختہ کہا گیا ہے۔ اردو کے لیے ریختہ پہلی بار عہد اکبر میں استعمال ہوا ہے۔ بعد میں یہ لفظ نثر اور شاعری دونوں میں برتہ گیا۔ بالخصوص ایسی شاعری جس کا ایک یا (نصف) مصرعہ فارسی اور ہندی میں ہو۔ امیر خسرو کی غزل اس کی بہترین مثال ہے۔ ثبوت میں غزل کا یہ شعر:

یکا یک از دل دو چشم جادو بصد فریبم ببرد تسکیں
کسے پڑی ہے جو جا سناوے پیارے پی کو ہماری بتیاں

مختلف ادوار میں اردو کا نام ہی نہیں بدلا بلکہ ناموں کی اس تبدیلی کے ساتھ ساتھ اس زمانے کی تہذیب اور لسانی خصوصیت بھی شامل نظر آتی ہے۔ محمود شیرانی اور دوسرے ماہر لسانیات اس بات کا بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ قدیم اردو کو ہندوستان کی نسبت سے ہندی یا ہندوی بھی کہا جاتا رہا ہے۔ یہ موقف محققین لسانیات کے حوالے سے قرین قیاس ہے کہ قدیم اردو و ہندی کی ابتدا اس وقت ہوئی تھی جب مسلمان شمال مغرب سے فاتح ہو کر

برصغیر میں داخل ہوئے اور قریب قریب موجودہ مغربی پاکستان کے علاقوں میں ان کی حکومت مستحکم ہوگئی اور جس وقت پنجاب میں اردو زبان کی ابتدا ہوئی اس دور میں پنجاب اور دہلی کے گردونواح کی بولیوں میں تدریجی فرق نمایاں تھا، اور یہ تدریجی فرق اب بھی دریائے سندھ سے جمنا تک مختلف علاقوں اور ضلعوں کی بولیوں میں محسوس ہوتا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب بھی ہرگز نہیں ہے کہ ایک جگہ یا علاقے کے لوگ دوسرے ضلع کے لوگوں سے ناآشنا ہوں، ماہرین لسانیات نے پنجاب سے بہار تک جس صوتی تبدیلیوں کی نشاندہی کی ہے۔ ان کے مطابق زبان میں علاقائی رنگ میں وحدت لسانی کا ایک رنگ ہمیشہ جھلکتا ہے۔

حافظ محمود خان شیرانی کی تحقیق کے مطابق اردو زبان کی ابتدا پنجاب میں ہوئی جب محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری ہندوستان پر بار بار حملے کر رہے تھے۔ اردو کی دوسری منزل دہلی اور اس کے نواحی علاقے ٹھہرے۔ دہلی کو لسانیات کے ماہرین مختلف بولیوں کا مقام اتصال بھی کہتے ہیں اردو مسلمانوں کے زیر سایہ دہلی اور دہلی کی نواحی بولیوں کے ماحول میں ارتقا کے دوسرے مرحلے سے گزر رہی تھی کہ ایک صدی بعد علاو الدین خلجی کے ساتھ مسلم فاتحین جنوبی ہند کی طرف بڑھے اور ان کے ہمراہ اس مخلوط زبان نے دکن یعنی اپنی تیسری منزل کی جانب قدم بڑھا دیے اس کے بعد کچھ سیاسی واقعات ایسے ظہور پذیر ہوئے کہ دکن کی اہمیت بڑھتی چلی گئی۔ سلطان علاو الدین خلجی کے سپہ سالار ملک کافور کی فاتحانہ یلغار کے بعد سلطان محمد تغلق نے 1325 میں دہلی کی بجائے دولت آباد (دیوگری) کو دارالخلافہ بنایا اور دہلی کی تقریباً ساری آبادی حکماً نئے دارالحکومت روانہ ہوئی اس طرح اردو بولنے والے دکن میں بس گئے اور اردو بولنے والوں کا ماحول وجود میں آ گیا۔

اردو کی چوتھی منزل سترہویں صدی عیسوی کے اواخر میں اس وقت شروع ہوتی ہے جب اورنگ زیب عالمگیر نے دکن کی عادل شاہی اور قطب شاہی سلطنتوں کو ختم کر کے دہلی اور اورنگ آباد سے رابطہ پیدا کیا، اس طرح تقریباً ساڑھے تین سو سال کے بعد دکنی اردو اور شمالی ہند کی اردو کا ملاپ ہوا، اسی زمانے میں ہریانے کی وہ ادبی تحریک شروع ہوئی اور فارسی کی بجائے درسی کتب "ہریانی" میں لکھی جانے لگیں۔ ان ہی دنوں میں عبدالواسع ہانسوی نے عوام و خواص کی سہولت کی خاطر اردو کی پہلی لغت "غرائب اللغات" کے نام سے لکھی اس میں ہریانوی لہجہ نمایاں تھا لیکن بعد میں سراج الدین علی خان آرزو نے اسے "نوادرالالفاظ" کے نام سے مرتب کیا اور اس میں شہری لہجے کو اہمیت دی گئی۔ اردو کی چوتھی منزل کا یہ ارتقائی عروج تھا، جہاں سے جدید اردو کی تحریک شروع ہوتی ہے۔ اصلاح زبان کی یہ تحریک امام بخش ناسخ کے ہاتھوں ترقی کی سیڑھی پر پہنچتی ہے اس طرح اٹھارہویں صدی کے اختتام تک اردو ایک شستہ زبان بن جاتی ہے۔ ☆☆☆

171320

جلد نمبر ۷ شمارہ نمبر ۲۔۳ امراوتی، مہاراشٹر (ہند) اپریل تا ستمبر ۲۰۱۸ء

سرپرست : جناب منور پیر بھائی (پونہ)

مدیر
وسیم فرحت (علیگ)
Email:wkfarhat@gmail.com Cell.09370222321

نائب مدیران: کلیم ضیا احسن ایوبی

مشیر
شمیم فرحت

| | |
|---|---|
| شمارۂ ہٰذا | ۲۰۰ روپے |
| لائبریری اور اداروں سے | ۲۵۰ روپے |
| لائف ممبر شپ | ۵۰۰۰ روپے |
| یورپی ممالک کیلئے | ۱۲ امریکی ڈالر |
| برطانوی ممالک کیلئے | ۱۶ پاؤنڈ |
| پاکستان کیلئے | ۹۰۰ ہندوستانی روپے |
| خلیجی ممالک کیلئے | ۹۰۰ ہندوستانی روپے |

خط و کتابت کے لیے:
Waseem Farhat (Alig)
Post Box No.55, H. O,
AMRAVATI-444601(M.S)INDIA

صرف زرِ سالانہ اور رجسٹری ڈاک کے لیے:
The Editor,URDU,
"Adabistan", Near Wahed Khan
UrduD.Ed.College, Walgaon Road,
AMRAVATI-444601,Maharashtra (India)

پاکستانی خریداروں کا صرف زرِ سالانہ بھجوانے کیلئے:
بزمِ تخلیقِ ادب پاکستان
II-B/18، کمرشل ایریا، نزد سپر ایشیا بیکری، ناظم آباد، کراچی
موبائل: 0321-8291908

اگر آپ چیک یا ڈرافٹ بھیجنا چاہیں تو صرف SEHMAHEE URDU اس نام سے بھیجیں۔

سہ ماہی
اردو
امراؤتی
ISSN 2278-229X
مدیر
وسیم فرحت (علیگ)
گوشۂ فضیل جعفری
جھکتا نہیں تو کاٹ لے سر میرا، زندگی!
مجھ سے مرے غرور کی قیمت وصول کر
فضیل جعفری
باب نظم
افسانے